OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of
Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:4, Issue: 2, July -December 2025 PP: 63-78

تشکیل کردار میں ادبِ اطفال کی اہمیت

The Importance of Children's Literature in Character Building

Dr. Muhammad Ismail Badauni
Assistant Professor, Government Superior Science College, Karachi
Email: ismail.budauni@gmail.com

Abstract

Our child is our most invaluable asset. He is the most precious blessing among all presents given to us by Allah Almighty. He is our tomorrow, our hope. We want our society to be pious and positively characterized. We desire a society where there is no corruption, but peace. Being a Muslim, we wish for out child to be successful here and hereafter. A child is nothing but a clear parchment. Whatever you inscribe on it, will become his objective of life. We, as a Muslim, cannot deny that every child is born on the nature of Islam. It is parents who make him Pagan, Jew and Magian. As these kids are our priceless gift, not only is their physical health and conventional education essential, but training and character building is indispensible. Without positive training and character they could become skillful, but remained inhuman, merciless and have no sense of brotherhood. Consequences of such brought-up will be in various forms of untold upheavals. Islamic literature for children plays a vital role in their character building. This literature has profound effect on a child's soul and lifts their spirituality up to the heights of skies. Such a child becomes prominent. He has courage to face every challenge whether it is to anchor the stars or achieve worldly success. Islamic literature for children is necessary to boost creativity. Its efficiency cannot be denied. In modern day times where it has been hard to find time for attending to the Islamic training programs, another evil has raised head in the form of vulgar electronic media programs and forums. Islamic literature becomes more essential in such times. We will see old-age houses and day-care centers in every town if we do not pay attention to the need of Islamic training of our children. Next we will be hunted by the worst values of liberalism and lose our ethical dignity. In these uneasy times, Islamic literature is inevitable for a child's moral and ethical brought-up, and for the safety and perpetuation of human society.

KeywordS: *Islam, litterateur, Children.*

CC BY

تلخیص

بچہ ہمارا سب سے قیمتی اثاثہ ہے اور اللہ تعالیٰ نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے یہ بچے ہمارا مستقبل ہیں ہمارا آنے والا کل اور ہماری امید ہیں۔ہم اپنے معاشرے کو ایک صالح معاشرے کی شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں ہمارے معاشرے میں کرپشن نہ ہو، ہمارے معاشرے میں امن وسکون ہو۔ بحیثیت مسلمان ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ ہمارا بچہ دنیا میں بھی کامیاب و کامران اور آخرت میں بامراد ہو۔ بچہ ایک شفاف کاغذ کی طرح ہوتا ہے آپ اس پر جو تحریر کریں گے وہ اس کی شخصیت کا نصب العین بن جائے گا۔ بحیثیت مسلمان اس بات سے کسی طور انکار ہی نہیں کیا جاسکتا کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ ہی اسے مشرک، یہودی اور مجوسی بناتے ہیں۔

نونہالانِ ملت ہمارا سب سے قیمتی اثاثہ ان کی صحت اور نصابی تعلیم ہی اہم نہیں بلکہ اس کی تربیت اور شخصیت سازی اہم ہے کیونکہ تربیت و شخصیت سازی کے بغیر ہم نے انہیں کسی بھی فن میں ماہر کر دیا تو یقیناً وہ اس فن کے ماہر تو ہوں گے مگر ان کے دلوں میں بنی نوع انسان کی محبت، ہمدردی اور بھائی چارگی پیدا نہ ہو سکے گی جس کے نتائج انسانی معاشرے کے لیے نہایت بھیانک نکلیں گے۔

بچوں کا اسلامی ادب بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتا ہے اسلامی ادب اس کی روح پر گہرا اثر ڈالتی ہے اس کے نفس اور روح کو کمال عطا کرتی ہے اور اس کی شخصیت کو دوسروں کے مقابلے میں نمایاں کرتی ہے۔ستاروں پر کمند ڈالنے کا حوصلہ ہو یا جدید چیلنجز کا سامنا کرنے کی صلاحیت حصولِ مقصد میں کامیابی کا ہنر ہو یا منصوبہ بندی میں کرنے کی صلاحیت، تخلیقی صلاحیتوں کی آبیاری کے لیے اسلامی ادب کی اہمیت اور ضرورت سے انکار ناممکن ہے۔آج کے موجود دور میں جب انسان کو پاس فرصت کے لمحات کم ہی میسر آتے ہیں پھر علمی و دینی محافل میں شرکت بھی مصروفیات کے سبب مشکل ہو چکی ہے دوسری جانب بے لگام میڈیا کے اخلاق باختہ پروگرام نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے ان حالات میں بچوں کے دینی ادب کی ضرورت و اہمیت اور بھی دو چند ہو جاتی ہے۔اگر ہم نے اس جانب توجہ نہیں دی اور دینی ادب کے فروغ میں کردار ادا نہ کیا تو یقین جانیے وہ دن دور نہیں جب ہمارے معاشرے میں ڈے کیئر سینٹر اور اولڈ ہومز جگہ جگہ کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے بعد آنے والے وقت میں ہم اخلاقی پستیوں کا بدترین شکار ہو جائیں گے۔

عصرِ حاضر میں بچوں کے دینی ادب کی ضرورت انسانی معاشرے کی بقا اور سلامتی کے لیے از حد ناگزیر ہے۔

اردو ادب

اُردو زبان پر مشتمل ادب اردو ادب کہلاتا ہے جو نثر اور شاعری پر مشتمل ہے۔ نثری اصناف میں ناول، افسانہ، داستان، انشائیہ، مکتوب نگاری اور سفر نامہ شامل ہیں۔ جب کہ شاعری میں غزل، رباعی، نظم، مرثیہ، قصیدہ اور مثنوی ہیں۔اُردو ادب میں نثری ادب بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ شعری ادب، لیکن غزل اور نظم سے ہی اردو ادب کی شان بڑھی ایسا سمجھا جاتا ہے۔ اُردو ادب پاکستان میں مقبول ہے، بھارت میں مشہور ہے اور افغانستان میں بھی سمجھا اور پڑھا جاتا ہے۔

خیال رہے کہ جب ہم ادب کی بات کرتے ہیں تو صرف وہ ادب نہیں ہوتا بلکہ اُس میں ادب کا ایک جہاں موجود ہوتا ہے۔ادب کی مختلف اصناف ہیں، شعر، نثر، افسانہ، ڈرامے اور ناول وغیرہ پھر جب ہم ادب کو عمیق نگاہ سے دیکھتے ہیں تو ہمیں

اِس کی مزید شاخیں، جس میں ''نوجوانوں کا ادب''، ''خواتین کا ادب''، ''بچوں کا ادب'' وغیرہ دکھائی دیتی ہیں۔ مگر بچوں کا ادب، ادب کی تمام اصناف کو اپنے اندر جمع کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے۔

ادبِ اطفال

اُردو ادب میں بچوں کی ضروریات کو ذہن میں رکھ کر تخلیق کیا گیا ادب'' بچوں کا ادب '' یا '' ادب اطفال '' کہلاتا ہے۔یوں تو تقریباًہر ہر زبان میں اِس کی تخلیق ہوئی ہے۔ مگر اردو زبان میں ادبِ اطفال کی جانب قدرے کم توجہ دی گئی۔اگر یہ کہا جائے کہ اُردو میں بچوں کے ادب کی مقدار آٹے میں نمک کے مترادف ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ آزادی کے بعد اُردو میں بچوں کے ادب کا خانہ تقریباً خالی نظر آتا ہے۔تاہم کچھ نام ایسے ضرور ہیں جنہوں نے ادبِ اطفال کی بقا کے لیے بڑی کوششیں کی ہیں اور اُن کی مساعی کے نتیجے میں پاکستان اور ہندوستان میں بچوں کا ادب زندہ رہا۔اِن ناموں میں مسعود احمد برکاتی، اشتیاق احمد، پروفیسر مجیب ظفر انوار حمیدی، کمال احمد رضوی، سید نظر زیدی اور کئی کے نام قابل ذکر ہیں۔

آزادی کے بعد اُردو میں بچوں کے ادب میں چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج محمدی بیگم نے ڈالا۔اور جب وہ ماہنامہ پھول کی ادارت فرما رہی تھیں تو اُس وقت اُنھوں نے اپنے شوہر سید امتیاز علی تاج کے ساتھ مل کر بچوں کے لیے چھوٹی کہانیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ ڈاکٹر اسد اریب جنھوں نے بچوں کے ادب پر پہلی پی ایچ ڈی کی، نے اپنے تحقیقی مقالے میں اِن حضرات کی کوششوں اور کاوشوں کا تفصیلی ذکر کیا اور ''اُردو میں بچوں کا ادب، نئے رجحانات، الف سے ے تک اور بچوں کے ادب میں تذکرے تبصرے'' پر تحقیقات کو اپنے مقالے کا بنیادی حصہ بنایا۔

بچوں کے ادب میں مرزا غالب سے لے کر مسعود احمد برکاتی صاحب کا نام نمایاں ہے۔اسی طرح دلاور علی کے قلمی نام سے'' میرزا ادیب'' نے بھی بچوں کے لیے لکھنے کے ساتھ ساتھ ایک کتاب ''بچوں کا ادب'' بھی تحریر کی۔ لیکن یہ ایک نامکمل تذکرہ ہے جس میں اُس دور کے نام ور قلم کاروں کے حوالے شامل نہیں تھے۔ گو ہر دور میں ادبا و شعرا نے ادب اطفال کی اہمیت اور ضرورت محسوس کی اور اسے پروان چڑھانے کی اپنی سی فکر کی ہے۔اِس ضمن میں متعدد اُردو شعرا و ادبا کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

ادبِ اطفال نئی نسل کی تربیت کا نہایت اہم ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ بظاہر بہت آسان لگتا ہے، لیکن حقیقت میں بڑی ریاضت و جاں فشانی کا طالب ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ بچوں کا ادب، ادب کی ایک مشکل صنف سمجھی جاتی ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کے لیے لکھنا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ بچوں کی علمی سطح پر آکر لکھنا انتہائی مشکل کام ہے۔بچوں کی ذہنی سطح پر آکر بچوں کو سمجھانا اُنھیں سکھانا ایک فن ہے جو ہر ادیب کو نہیں آتا۔اِس کے لیے بچوں کی نفسیات اُن کے رجحانات اور ماحول سے واقف ہونا ناگزیر ہے۔اِس کے بغیر بچوں کا ادب لکھنا ناممکن ہے۔

المیہ یہ ہے کہ پاکستان میں بچوں کے ادب کو ادب ہی تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔اور اِس کا اظہار دنیا میں پاکستان کے لیے باعث ندامت ہے کہ یہاں بچوں کے ادب کا خانہ خالی ہے۔حالانکہ فی زمانہ پاکستان سے بچوں کے دو سو سے زائد اخبارات و جرائد شایع ہو رہے ہیں لیکن بعض میں تحریریں بچوں کی فہم سے بالا ہیں۔ جن سے ادبِ اطفال کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔آج ریڈنگ کے لحاظ سے بچوں کا ادب پاکستان میں 25 فیصد، ہندستان میں 35 فیصد، امریکا میں 77 فیصد۔ہالینڈ میں 80 فیصد، برطانیہ میں 98 فیصد، افغانستان میں 11 فیصد، ایران میں 19 فیصد، ترکی میں 56 فیصد، لندن شہر میں 100 فیصد، جاپان میں 79

فیصد، چین میں 55 فیصد، شائع ہو رہا ہے۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ پاکستان کی آبادی کے لحاظ سے یہاں بچوں کا ادب اور تعلیم کی شرح تسلی بخش سے بھی کم ہے۔

آج ہم بچوں کے ادب سے پہلو تہی کا جس قدر بھیانک جرم کر چکے ہیں شاید اب اِس کا کفارہ بھی ممکن نہیں۔ اِس وقت ہم جس جدید دنیا میں جی رہے ہیں، اُس گلوبل ویلیج میں، جہاں معلومات کا ایک سیلاب اچھی و بری، فائدے مند یا نقصان دہ کہانیاں، مفید یا مضر ادب، ہماری اجازت لیے بِنا ہمارے گھروں پر دستک دے چکا ہے اور ہم اور ہمارے بچے نہ چاہتے ہوئے بھی اِس سیلاب میں مکمل ڈوب چکے ہیں۔ ہمارے معاشرتی مسائل جس میں کرپشن کا عفریت سب سے نمایاں ہے، اخلاقی زبوں حالی کا ماتم بھی زور و شور سے جاری ہے۔ تربیت کا فقدان اِس حد تک تجاوز کر چکا ہے کہ والدین اولاد سے نالاں اور استاد شاگرد سے پریشان ہیں۔ شخصیت سازی کا عمل جمود کا شکار ہے۔ وہ روحانی اقدار جو کبھی شخصیت کا خاصہ ہوتی تھیں آج ناپید ہے۔ مادیت پرستی اپنے مکمل عروج پر بنی نوع انسان کو تگنی کا ناچ نچا رہی ہے۔ اور ادب کے ذریعے شخصیت سازی کا عمل ماند پڑ چکا ہے۔

جدید سائنس و ٹیکنالوجی کے تیز رفتار اژدھے نے سماجی اقدار اور معاشرتی رویات کو نگلنا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے نسلوں کے درمیان خلیج بڑھ رہی ہے اور جدید زندگی سادہ زندگی کو نگل رہی ہے۔ آج ہر شئے پر تصنع کا رنگ غالب دکھائی دیتا ہے جس سے سب سے زیادہ متاثر ہماری نسل نو ہو رہی ہے۔ ہمارے لباس سے لے کر طرز رہائش تک جہاں ہماری زندگی کے طور طریقے تبدیل ہوئے وہیں ادب اور اُس کی اصناف نے بھی رنگ تبدیل کیا جس کی وجہ سے عصر حاضر سے مطابقت رکھتے بچوں کے ادب کی اہمیت اور اُس کی ضرورت اور بھی زیادہ محسوس ہونے لگی۔

بچوں کا ادب کیا ہے؟

بچوں کی ذہنی تربیت کے لیے شروع سے ہی اُن کی نفسیاتی ضرورتوں کے پیش نظر ایسے ادبی مواد کی فراہمی درکار ہوتی ہے جو کہ اُن کی ذہنی بالیدگی اور جذباتی آسودگی کا باعث ہو۔ اُن کی زندگی کو سنوارے اور کردار کو ابھارے۔ اُنہیں اچھا شہری اور انسان دوست بننے کی ترغیب دے۔ اِس بنا پر بچوں کے لیے خاص طور پر لکھنے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اُنہیں ایسا مواد فراہم کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے اُن کے لیے موزوں ہو اور اپنے اندر ادبی لطافت رکھتا ہو۔ ایسی نگارشات کو بچوں کا ادب گردانا گیا ہے۔ بچوں کے ادب کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر اسد اریب لکھتے ہیں:

''بچوں کا ادب وہ ادب ہے جو بچوں کی تفریح طبع اور بچوں کی تربیت اخلاق کے لیے لکھا جائے اس کی زبان ایسی ہو جو بچوں کی سمجھ میں آئے اور اس کا بیان ایسا ہو کہ جو دلوں میں اتر جائے یہ کتابیں، قصے، مضامین اور طرح طرح کی معلوماتی باتیں بچوں کا ادب کہلاتی ہیں۔''(1)

جبکہ عاصم شہنواز شبلی کے مطابق:

''دراصل بچوں کے ادب سے مراد نظم و نثر کا ذخیرہ ہے جو خاص طور سے بچوں کے لیے لکھا گیا ہو اپنی افادیت و معنویت کے اعتبار سے بچوں کے لیے موزوں ہو۔"(2)

عاصم شہنواز شبلی مزید لکھتے ہیں کہ:

''ادب خواہ وہ کسی بھی زبان اور کسی بھی زمانے کا ہو اس میں آفاقیت اور عصریت کے عناصر موجود ہیں تو وہ عظیم ادب کہلانے کا مستحق ہے اور غالباً ایسا ہی ادب انسانوں کے درمیان بھائی چارگی اور انسانیت کا احساس دلانے کا ایک اہم اور موثر ذریعہ

ہے یہ بات بچوں کے لیے بھی بالکل درست ہے کہ بچوں کے ادب کی عظمت، فضیلت، حسن کا راز بھی اِس کے عالمگیر ہونے میں پنہاں ہے۔''(3)

ڈاکٹر خوشحال زیدی لکھتے ہیں:

''ادب کو زندگی کا آئینہ اور سماج کا عکس تسلیم کیا جاتا ہے جس سماج اور قوم کا کوئی ادب نہیں ہو وہ قوم مردہ تصور کی جاتی ہے کسی قوم کے مذہبی خیالات سماجی اور اخلاقی تنظیم اس کے تاریخ واقعات اور سیاسی حالات کا صحیح آئینہ اس کا ادب ہے ادب اور سماج میں گہرا تعلق ہے دونوں ہی ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں ادب سماج کو متاثر کرتا ہے سماج کو بناتا ہے مذہب، حکومت، سیاست کو متاثر کرتا ہے انسان کی شخصیت کی تعمیر میں معاون ہوتا ہے اس میں قوت اور حرکت پیدا کرتا ہے حقیقت سے آگاہ کرتا ہے انسان میں عزم محکم اور مشکلات کو عبور کرنے کے لیے سچا استقلال پیدا کرتا ہے ادب کا سب سے بڑا مقصد قوم میں انسانیت، آزادی کا جذبہ، خود اعتمادی، بیداری اور اتحاد پیدا کرنا، ادب ظلم کی مخالفت کرتا ہے جہالت، غفلت اور خود پرستی کو دور کرتا ہے توہم پرستی کو دور کر کے انسانوں میں قوتِ عمل پیدا کرتا ہے ادب کا کام ماضی کو پیش کر کے حال کو درس دینا اور مستقبل کا عکس دکھانا ہے۔''(4)

اِس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ بچے ہماری قومی امانت ہیں اور اِس امانت کا تحفظ ہر فرد پر واجب ہے۔ لیکن بچوں کا تحفظ اور پرورش وپرداخت کا فریضہ اُنہیں محض اچھی غذا، عمدہ لباس اور قیمتی کھلونے فراہم کردینے سے ادا نہیں ہو جاتا۔اُن کی جسمانی نشوونما کے لیے مناسب سہولیات مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ نونہالوں کی عمدہ ذہنی تربیت کا بندوبست بھی ضروری ہے اور یہ اِس صورت میں ممکن ہے جب ہم بچے کو ابتداء سے ہی اُس کی نفسیات اور ضروریات کے پیش نظر ادبی مواد فراہم کریں جو تفریح کے علاوہ اُن کی دینی و دنیاوی معلومات میں اضافہ کرے اور اُن کے کردار کو جلا بخش کر مستقبل کا اچھا انسان بننے کی راہ ہموار کرے۔

چنانچہ اِس تناظر میں بچوں کا ادب وہی معتبر ہے جو آسان اور عام فہم ہو بچوں کی دلچسپی برقرار رہے بلکہ اُن کے دلوں میں اتر کر اثر انداز ہو اور بچوں کی شخصیت کی تعمیر میں مربوط اور مضبوط کردار ادا کرے، انسانیت کا درد اس کے جگر میں محسوس ہو ظلم کی مخالفت اور مظلوم کی حمایت میں کھڑے ہونے کا جذبہ اس کے اندر پیدا ہو جہاں اسے کھانے پینے ہنسنے بولنے، چلنے پھرنے، حیا، لحاظ بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ اور استاد کا دب ، جس میں اطاعت الٰہی و نبی ﷺ، محبتِ رسول ﷺ محبت اہلِ بیت، محبت صحابہ اور اسلاف کے طور طریقے، عبادات واخلاق حسنہ، توکل، قناعت، زہد واخلاص، تواضع، امانت، صداقت، عدل وانصاف وغیرہ کی کی ترغیب اور رذائل اخلاق حرص، طمع، حب دنیا، حب جاہ، عجب، تکبر، حسد، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، چغلی، جھوٹ، مکر، فریب کی مذمت ہو۔

مقصدِ حیات اور ضرورتِ ادب

واضح رہے کہ دین اسلام میں انسان کا مقصدِ حیات ، حصولِ لذّات نہیں ہے بلکہ اپنے خالق ومالک کی رضا اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہے۔ خالق انسان کا لاکھ لاکھ شکر واحسان اس نے انسان کو پیدا کرنے بعد ضلالت وگمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے کے لیے نہیں چھوڑا انسان کی رہنمائی کے لیے صحیفے نازل کیے توانکی عملی تفسیر کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا ۔انسانی تاریخ کا آغاز سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ہوتا ہے۔ جن کی تخلیق کا واقعہ تمام الہامی کتابوں میں موجود ہے۔انسان

کو جنت سے زمین منتقل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سیدنا آدم علیہ السلام کی ذریت سے فرمایا:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿38﴾

ترجمہ ''ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم۔''

یعنی ہدایت کی پیروی زندگی کا مقصد و منشور قرار پایا۔اور کتابِ ہدایت قرآن نے انسانی زندگی کی کامیابی کا معیار کچھ اس طرح بیان کیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿21﴾

ترجمہ ''بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔''

بلکہ گذشتہ اقوام کا ذکر کرتے ہوئے رب کائنات نے یہاں تک ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

ترجمہ ''بیشک تمہارے لیے ان میں اچھی پیروی تھی اسے جو اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو اور جو منہ پھیرے۔''

چنانچہ معلوم ہوا کہ بنی نوع انسان کا جو سفر وحی الٰہی کی روشنی میں طے ہو گا وہ اسے منزل اور کامیابی سے ہمکنار کر دے گا۔ قانون قدرت ہے کہ بچے کا وجود باپ کی پشت سے ماں کے رحم میں منتقل ہوتا ہے تو قطرے سے گوشت کا لوتھڑا بننے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ نو ماہ یہ بچہ شکمِ مادر میں رہتا ہے اس کے بعد انسانی دنیا میں آنے کے بعد بتدریج اس کا شعور بلند ہوتا ہے۔ اگر بروقت اُسے درست رہنمائی میسر نہ آئے اس کی شخصیت تباہ و برباد ہو سکتی ہے۔

حدیث مبارکہ میں اِس جانب اشارہ کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ(8)

ترجمہ ''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔''

یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر بچہ فطرتِ اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے۔ اُس کی شخصیت کے خدوخال کی تعمیر میں والدین، تعلیم و تربیت، سازگار ماحول، خاندانی پس منظر اور معاشرہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بچہ والدین کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے۔ یہ اُس پودے کی مانند ہے کہ جس کو ابھی اُس کے بچپن میں جس جانب موڑ دو گے مڑ جائے گا۔ یہ اُس سادہ اور صاف تختی کی مانند ہے جس پر جو لکھ دو گے انمنٹ ہو جائے گا۔ اگر اُس کے علم ادب پر توجہ دی تو یہ دنیا و آخرت کی سعادتوں کو پالے گا۔ اُس میں اچھی عادات و اطوار پیدا ہو جائیں گے جو اُس کے خاندان اور معاشرے کے لیے مفید تر ہوں گے اور اُس میں اُس کے والدین اور اساتذہ دونوں ہی کا حصہ ہو گا۔ لیکن اُس کی تعلیم و تربیت سے غفلت برتی جائے اور اسے جانوروں کی طرح کھلا آزاد چھوڑ دیا جائے تو یہ بد اخلاق ہو کر تباہ و برباد ہو جاتا ہے جس کی ذمہ داری اُس کے والدین اور سرپرست پر عائد ہوتی ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے:

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

یعنی ''تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ (آزمائش) ہی ہیں۔''

اِس بات کو اس طرح بھی سمجھا جا سکتا ہے اگر ہم پانی کے جہاز میں سوار ہو جائیں اور سفر پر روانہ ہونے سے قبل اُس کی جانچ نہ کریں تو ممکن ہے یہ سمندر میں ہمیں ڈبو دے۔ ہم اپنی کار کی جانچ کیے بغیر طویل سفر کا پروگرام بنائیں راستے میں وہ خراب ہو جائے تو سفر کا لطف کرکرا ہو جائے گا۔ اِس لیے سفر میں جانے سے پہلے اسبابِ سفر کی جانچ بہت ضروری ہے۔ اِسی طرح ایک طبیب کو معاشرے میں طبیب کی سند دینے سے قبل جانچ بہت ضروری ہے۔ ایک پائلٹ کو جہاز اڑانے کی اجازت دینے سے پہلے اس کی جانچ بہت ضروری ہے، غرض یہ کامیابی سے ہمکنار ہونے اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لیے جانچ بہت ضروری ہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے:

حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُمَارَةَ أَخْبَرَنِي الْحَارِثُ بْنُ النُّعْمَانِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ(10)

''عباس بن ولید دمشقی، علی بن عیاش، سعید بن عمارہ، حارث بن نعمان، حضرت انس بن مالک (رض) بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا اپنی اولاد کا خیال رکھو اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ۔''

اسلامی نقطہ نظر سے انسان اس دنیا میں آخرت کی کھیتی اگا رہا ہے۔ یہاں اُس کی معمولی غفلت و کوتاہی اُس کی ساری محنت کو برباد کر سکتی ہے۔ انسان اپنی اولاد کے حق میں ایک کاشتکار کی مانند ہے اگر وہ اپنی لگائی ہوئی فصل کی نگہداشت صحیح معنی میں کرتا ہے تو کچھ ہی عرصے کے بعد وہ اُس کے ثمر سے لطف اندوز ہو گا۔ لیکن اگر اولاد کی محبت میں اللہ و رسول ﷺ کی خوشنودی کو ترک کیا تو پھر سخت وبال اپنے سر لیا۔ قرآن اِس جانب تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

ترجمہ ''اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔''

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"(اہلِ ایمان کو) اُن کے اہلِ و عیال کے بارے میں مثبت طور پر خبردار کیا جا رہا ہے کہ بحیثیت شوہر اپنی بیویوں کو اور بحیثیت باپ اپنی اولاد کو دین کے راستے پر ڈالنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ یہ مت سمجھو کہ اُن کے حوالے سے تمہاری ذمہ داری صرف ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے کی حد تک ہے بلکہ ایک مومن کی حیثیت سے اپنے اہل و عیال کے حوالے سے تمہارا پہلا فرض یہ ہے کہ تم اُنہیں جہنم کی آگ سے بچانے کی فکر کرو۔ اِس کے لیے ہر وہ طریقہ اختیار کرنے کی کوشش کرو جس سے اُن کے قلوب و اذہان میں دین کی سمجھ بوجھ، اللہ کا تقویٰ اور آخرت کی فکر پیدا ہو جائے تاکہ تمہارے ساتھ ساتھ وہ بھی جہنم کی آگ سے بچ جائیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اِس زاویے سے ترجیحات کا سنجیدگی سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے اہل و عیال کو جنت کی طرف لے جا رہے ہیں یا جہنم کا راستہ دکھا رہے ہیں۔''(12)

اِس مقام پر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تفسیر سے واضح ہونے والے چند اہم نکات درج ذیل ہیں۔

(اہلِ ایمان کو) کو اہل و عیال سے متعلق خبردار کیا جا رہا ہے۔

اہل و عیال کی ذمہ داری عائد ہو رہی ہے۔

دین کی تعلیم دینے کی بات کی جارہی ہے۔
ضروریات زندگی سے بڑھ کر ان کی آخرت کی فکر دی جارہی ہے۔
اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو بیوی بچوں کو جہنم سے بچانا یہ ذمہ داری ہے۔
ہر وہ طریقہ جس سے ان کی دینی تربیت ہو سکے وہ راہ راست پر رہیں اختیار کرو۔
اسی حوالے سے جناب جسٹس پیر کرم شاہ صاحب الازہری لکھتے ہیں :

''دینی تعلیم اور عملی تربیت کا آغاز بچپن سے ہی ہو جانا چاہیے۔ اوائل عمر میں جو سبق دیا جاتا ہے تادم واپسیں وہ یاد رہتا ہے۔ جس کام کی عادت بچپن میں پڑ جاتی ہے وہ اُس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ جو والدین بچپن میں اپنے بچوں کو اطاعت خداوندی کی طرف راغب نہیں کرتے اُن کی اولاد عموماً راہ حق سے بھٹک جایا کرتی ہے۔ اسی لیے حضور نبی کریم (ﷺ) نے اپنی اُمت کو حکم دیا۔

مروا ابناء کم بالصلوة اسبع واضربوهم لعشر وفرقوا مضاجعهم۔

جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو اُنہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو اُنہیں مار کر پڑھاؤ اور اسی عمر میں اُن کی خواب گاہیں جدا کر دو۔

کاش ہم اِس فرمان خداوندی اور اِن ارشادات نبوی کی روشنی میں اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دیں تو ہمیں اپنے بچوں اور بچیوں سے بے راہ روی اور آوارہ مزاجی کا شکوہ نہ رہے۔ آج جبکہ درس گاہوں، کالج اور یونیورسٹیوں میں دینی تعلیم وتربیت کا کوئی موثر اور حکیمانہ اہتمام نہیں، بلکہ یہ درس گاہیں لادینی نظریات اور ملحدانہ افکار کی رزم گاہیں بن چکی ہیں، جب معاشرے کی وہ حس تیزی سے کند ہوتی جارہی ہے جو کسی نازیبا حرکت پر آتش زیر پا ہو جایا کرتی تھی اور ایسا کرنے والے کے خلاف احتجاج کی ایک تیز وتند لہر بن کر ابھرتی تھی، آج جب سینما اور ٹی وی کے مخرب اخلاق پروگرام رہی سہی کسر بھی نکال دینے کے درپے ہیں، اِس وجہ سے ماں باپ کی ذمہ داریاں دہ چند ہوگئی ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں۔ اور اس سے بھی اہم یہ کہ اپنے حسن عمل اور اچھے نمونہ سے اُن کے دلوں میں نیکیوں اور بھلائیوں سے ایک والہانہ محبت پیدا کر دیں۔ اگر ہماری بے حسی کے باعث لادینی کی بپھری ہوئی موجوں نے ہمارے گھر کا مورچہ بھی سر کر لیا تو پھر آنے والی نسلوں کا خدا ہی حافظ ہے۔''(13)

اِس مقام پر جسٹس پیر کرم شاہ الازہری صاحب کی تفسیر سے حاصل ہونے والے درج ذیل نتائج قابل توجہ ہیں۔
دینی تعلیم اور عملی تربیت کا آغاز بچپن سے ہی ہو جانا چاہیے۔
اوائل عمر میں جو سبق دیا جاتا ہے تادم واپسیں وہ یاد رہتا ہے۔
جس کام کی عادت بچپن میں پڑ جاتی ہے وہ اس کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔
جو والدین بچپن میں اپنے بچوں کو اطاعت خداوندی کی طرف راغب نہیں کرتے ان کی اولاد عموماً راہ حق سے بھٹک جایا کرتی ہے۔
فی زمانہ حالات بہت نازک تعلیم وتربیت کا نظام افسوس ناک حد تک نازک ہو چکا الحاد و لادینیت کی مرکز بن چکے ہیں
اپنی اولاد کی سخت نگرانی کریں

اپنے حسن عمل اور اچھے نمونہ سے ان کے دلوں میں نیکیوں اور بھلائیوں سے ایک والہانہ محبت پیدا کر دیں۔

یہاں رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد گرامی بھی پیش نظر رہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شخص سے اُس کے رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ(14)

ترجمہ ''عبداللہ بن عمر (رض) فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے اُس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی، آدمی اپنے اہل پر نگران ہے اور اُس سے اُس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے، اُس سے اُس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی، خادم اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے اور اُس سے اُس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی۔''

یوں تو بچوں کی پرورش اور اُن کی تعلیم و تربیت انسانی ادوار کے ہر دور میں ہمیں نظر آتی ہے۔ مگر اسلام نے بچوں کی تعلیم و تربیت اور نگہداشت کو بہت اہمیت دی ہے۔ چنانچہ اِس تناظر میں بچوں کا تعمیری ادب نونہالوں کی تعلیم و تربیت میں بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے۔ جسے ہم تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

1۔ بچوں کا نصابی ادب

2۔ بچوں کا ادب

3۔ بچوں کا دینی یا اسلامی ادب

بچوں کا نصابی ادب

بچوں کا نصابی ادب بہت محدود پیمانے پر ہوتا ہے کچھ محدود مضامین ہوتے ہیں ان کا دائرہ بہت وسیع نہیں ہوتا عموما بچوں کے نصابی ادب میں کچھ اسباق کو رٹ لینا تاکہ سالانہ امتحان میں کامیابی حاصل کر لیں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ ڈاکٹر خوشحال زیدی لکھتے ہیں:

''اسکول کی درسی کتب اس کو خاطر خواہ مواد نہیں دے پاتیں، یہ درسی کتب تعلیمی نقطہ نگاہ سے مرتب کی جاتی ہیں ۔ اور ان میں فراہم کردہ معلومات کا دائرہ بھی محدود ہوتا ہے وہ بچوں کو تفریح اور ذہنی سکون مہیا کرنے اور ان کی حیرت اور استعجاب کو آسودہ کرنے میں ناکام ہیں اس لیے بچوں کو ایسی کتب کی ضرورت ہوتی ہے جو انہیں تفریح، ذہنی سکون اور زبان کی پختگی عطا کریں اور ہر چیز کے بارے میں ایسے انداز میں معلومات فراہم کریں کہ بچے کی دلچسپی برقرار رہے نیز اس کی صلاحتیں بیدار ہو کر فروغ پا سکیں۔''(15)

جبکہ ڈاکٹر اقبال نارائن گرٹو کے مطابق:

''تعلیم دینے کا فیصلہ کر لینے پر استاد کو اپنے سے پہلا سوال یہ کرنا چاہیے کہ تعلیم دینے کا اصل مفہوم کیا ہے کیا وہ بچوں کو سوشل مشین کا محض ایک پرزہ بنا دینا چاہتا ہے یا ایسی صلاحیت ان میں پیدا کرنا اسے منظور ہے جس سے وہ مکمل اور تخلیقی

شخصیت رکھنے والے انسان بنے۔''(16)

چونکہ نصابی ادب میں کئی قیود ہمارے سامنے ہوتی ہیں، ایک تو اُس میں الفاظ کا چناؤ بھی بہت محدود ہوتا ہے، ہم چند اسباق میں مکمل ادب، انسانی تاریخ، اور رویوں کو نہیں سمو سکتے۔اس لیے پروفیسر صابر حسین صاحب لکھتے ہیں:

''ہم کیا اور ہمارا نصابِ تعلیم کیا؟ ہم نے انگریزوں کی بچی ہوئی باقیات کو سنبھال کر رکھ لیا انگریز چلا گیا مگر ہم کو اپنے حصار میں رکھ گیا ہم نے بھی ان کے دیئے ہوئے نصاب کو رکھ لیا ان کے امتحانی نصاب اور ان کی ذہنی استعدادی ٹیسٹ سے منہ موڑ لیا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا طالب علم نصاب کے مختلف زاویوں میں الجھ کر رہ گیا اسی لیے یہ نصاب نہ ہماری قومی امنگوں پر پورا اتر سکا اور نہ ہی ہماری ضروریات پوری کر سکا ہمارا نصابِ تعلیم قومی امنگوں کا ترجمان ہونا چاہیے جو نہ ہو سکا۔''(17)

آج بڑی حد تک ایسی کتابیں مارکیٹ میں موجود ہیں جن میں کہانیوں کے نام پر نہ جانے کیا کیا تحریر کیا گیا ہے بلکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے نصابی کتب میں بھی بچوں کے ادب یا اسباق کے نام پر وہ کہانیاں موجود ہیں جن میں کوئی سبق موجود ہی نہیں۔اور عقائد و نظریات پر ضرب لگاتی کہانیاں اسکول کے نصاب کا حصہ بن چکی ہیں۔بچوں کے نصابی ادب کی کمزوریاں اور خامیاں اپنی جگہ لیکن اگر یہ خامیاں دور بھی کر دی جائیں تب بھی نصابی ادب بچوں کے ادب کی ضرورت پورا نہیں کر سکتا، وہ محدود ہی رہے گا بچوں کی شخصیت کی تعمیر کے لیے بچوں کے ادب کو فروغ دینا ناگزیر ہوگا۔

2۔ بچوں کا ادب

بچوں کے ادب کے نام پر بعض ایسی بے ادبیاں دیکھنا نصیب ہوئیں کہ الامان والحفیظ، بچوں کے ادب کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارے ادیبوں نے بچوں کے عناصر ادب کا خیال نہیں رکھا جیسا کہ خوشحال زیدی لکھتے ہیں:

''بچوں کے ادب کے بنیادی عناصر وہی نفسیاتی موضوعات ہیں جو بچوں کو صحت مند ادب دیں اور بچوں کی سیرت کی تعمیر کر سکیں ادبِ اطفال بچوں کے اُن عناصر کی نشو نما کرتا ہے جو بڑے ہو کر سچائی کو پہچاننے اور سلیقہ سے زندگی گزارنے میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔''(18)

ڈاکٹر خوشحال زیدی آگے چل کر مزید لکھتے ہیں کہ:

''اگرچہ درسی کتب یا نصابی کتب کا تعلق ادب سے براہ راست نہیں ہے ان میں موضوعات اور بچوں کی عمر کا مختلف مدارج کی پابندی کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے بچوں کی دلچسپی اور نفسیات کا درسی کتب میں عام طور پر لحاظ نہیں کیا جاتا دراصل بچوں کا ادب درسی کتب سے آزادنہ حیثیت رکھتا ہے ماہر بننا بے بنیاد ہے کیونکہ صرف بچوں کے قریب ہونے اور بچوں کو تعلیم دینے سے ہی بچوں کے ادب میں مداخلت کرنے کا حق نہیں مل جاتا ہر چند کہ بچوں کہ اداب کا اسکول کی درسی کتب سے تعلق نہیں ہے لیکن درسی کتب کا بچوں کے ادب سے براہ راست تعلق ضرور ہے درسی کتب اور بچوں کے ادب میں بہت بڑا فرق ہے اور یہ فرق ہے دونوں قسم کی کتب کے موضوعات، زبان، اور اسلوبِ نگارش کے امتیازات اسکول کی کتب جہاں بچوں کو ایک سیڑھی چڑھنا سکھاتی ہیں ان کو انگلی پکڑ کر ایک خاص منزل تک لے جاتی ہیں وہاں بچوں کا ادب علم کا لامحدود خزانہ بچوں کے لیے پیش کرتا ہے اس میں بچوں کی نفسیات اور ضروریات کا پورا خیال رکھا جاتا ہے بچے اس میں سے اپنی ضرورتِ خواہش اور ذہنی بساط کے مطابق اپنے علم میں اضافہ کرتے ہیں۔''(19)

ہمارے بعض ادیبوں نے تخیلات کی بنیاد پر ان بے بنیاد کہانیوں کو جنم دیا جس کا معاشرے میں عملی کردار نظر نہیں آتا

۔ بھوت ، پریوں اور چڑیلوں کی بے مقصد کہانیوں نے بچوں کی شخصیت کو تباہ کیا ان کے اندر بہادری کی جگہ بزدلی ، جواں مردی کی جگہ خوف نے لے لی نونہالانِ ملت کو شعوری یا لاشعوری طور پر ایسے ادب نے سخت نقصان پہنچایا اور بچوں کی شخصیات پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوئے۔ کسی پری کی کہانی میں اکثر یہ ملے گا ایک دیو نے پری کو کوہ قاف میں قید کر لیا وہاں جانے کے لیے کوئی تیار نہیں تھا ایک شہزادے نے اس کو رہائی دلائی اور پھر دونوں نے شادی کر لی کہانی ختم ہو گئی۔ چنانچہ اسی تناظر میں ڈاکٹر اوزر کر لکھتے ہیں :

''آج بچوں کے لیے جو کتابیں لکھی جا رہی ہیں وہ حد درجے غیر معیاری ہیں بھاری بھر کم اور نا قابلِ فہم الفاظ میں لکھی ہوئی کہانیاں ، بازاروں لکھنے والے سطحی کامکس،ان میں سے اکثر کامکس انگریز کامکس کی بھونڈی نقلیں ہیں۔ان سطحی کتابوں کا بچوں کے ذہن پر نہایت خراب اثر پڑ رہا ہے۔اس نئے فیشن نے بچوں کو گمراہ کر رکھا ہے اس کی روک تھام بہت ضروری ہے ۔''(20)

بچوں کے ادب کے نام پر جو کچھ لکھا گیا وہ بہت معیاری نہیں۔اِس کا مقصد یہ نہیں کہ معیاری لکھا ہی نہیں گیا بہت کم لکھا گیا بھوت پریوں کی کہانیوں کو زیادہ لکھا گیا بلکہ بچے شوق سے پڑھتے بھی ہیں جیسے ہی لفظ پری بچہ پڑھتا ہے وہ خوابوں کی دنیا میں چلا جاتا ہے تخیلات کی دنیا میں ایک دلچسپ کردار ہے پری کا اور پھر انہی کہانیوں میں ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ اس پری کو کوہ قاف سے ایک دیو اٹھا کر لے جاتا ہے جو اُس کو وہاں قید کر دیتا ہے پھر اُس پری کو ایک شہزادہ قید سے نجات دلاتا ہے پھر اُن کی شادی ہو جاتی ہے کہانی ختم ۔یا پھر ایک دیو کی جان ایک طوطے میں ہوتی ہے اور شہزادہ اُس طوطے کو حاصل کر لیتا ہے پھر اُس طوطے کی گردن مروڑتا ہے تو طوطے کے ساتھ دیو بھی مر جاتا ہے ۔دیو جادو سے پری کو مچھلی بنا دیتا ہے وغیرہ وغیرہ تو یہ تمام کہانیاں بچوں کی شخصیت کی تعمیر کے لیے موثر نہیں بلکہ بعض پہلوؤں سے تو یقیناً مضر ہیں اِس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی کہانیوں کے ذریعے تخیلات کی دنیا میں بچہ گم ہو جاتا ہے اور کبھی اُسے ایسے حالات سے واسطہ پڑ جائے تو انسان اُمید کے بجائے مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے۔

3 بچوں کا اسلامی ادب

نبی کریم ﷺ نے بچوں کو جنت کا پھول قرار دیا ہے۔والدین اور اساتذہ اس پھول کے محافظ ہیں۔جن کے اوپر اِس پھول کی پرورش اور نشو ونما صحیح طور پر کرنے کی کلی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔لہٰذا اِس تربیت کو معمولی نہ سمجھا جائے۔کیونکہ معمولی کوتاہی اور لاپروائی اِس پھول کو مرجھانے کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''کسی باپ نے اپنی اولاد کو کوئی عطیہ اور تحفہ حسن ادب اور اچھی سیرت سے بہتر نہیں دیا۔''اِس حدیث مبارکہ میں بچوں کی تربیت کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ بچے کی تربیت بہت ہی اہم اور نازک فریضہ ہے۔اِس کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ یہ ہمارے معاشرے کے معمار، قوم کا وجود اور کل کا سرمایہ ہیں۔

چنانچہ اِس تناظر میں بچوں کے اسلامی ادب اور رجحان کی ضرورت جس قدر آج ہے شاید اِس سے قبل نہ تھی۔ بچوں کی اخلاقی اور اسلامی تربیت میں ایک اہم کردار بچوں کا ادب کرتا ہے۔ بچوں کے اسلامی ادب کی بنیاد علم اور خلاق پر ہو۔ جن سے اُن کی فطری صلاحیتوں کو جلا بخشی جا سکے۔ قرآن فہمی کا ایسا انداز اختیار کیا جائے جس سے بچوں کو ابتداء ہی میں قرآن مجید پڑھنے کا شوق پیدا ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ سے اُن کے دل میں محبت پیدا ہو جائے۔احادیث مبارکہ کو دلچسپ

کہانیوں کی شکل میں اِس طرح موثر انداز میں پیش کیا جائے کہ بچہ اُس پر عمل کرنے میں فخر محسوس کرے۔ کردار کی بلندی اور شخصیات سازی کے لیے اِس طرز پر بچوں کا اسلامی ادب لکھا جائے کہ تعلیمات نبوی ﷺ اُن کی شخصیت کا خاصہ بن جائے۔ اسلامی شخصیات جن کی گراں قدر زندگی کے لمحات جدو جہدِ اسلام سے عبارت ہیں شوقِ تعلیم و تعلم میں جن کی عمر گزر گئی اُن شخصیات کی سوانح اِس انداز میں مرتب کر کے بچوں کو دی جائے کہ بچوں میں اُس کے پڑھنے کا شوق پیدا ہو۔اسلامی تاریخ کے ہیروز کے مثبت کردار کو موثر انداز میں پیش کیا جائے تاکہ بچوں میں ہمت، بہادری اور کمالِ اوج تک پہنچنے کا عزم پیدا ہو۔

مولانا احمد رضا خاں نے والدین پر اولاد کے حقوق کے حوالے سے ایک استفتاء کے جواب میں اپنے رسالہ ''مشعلة الارشاد فی حقوق الاولاد'' میں 80 کے قریب حقوق بیان کیے۔جس میں بچوں کی تعلیم و تربیت اور ادب کے حوالے سے آپ لکھتے ہیں کہ :

جب تمیز آئے ادب سکھائے، کھانے پینے، ہنسنے، بولنے، اٹھنے، بیٹھنے، چلنے پھرنے، حیا، لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ ، استاذ کے طرق وآداب بتائے۔

قرآن مجید پڑھوائے، بعد ختمِ قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید رکھے۔

عقائدِ اسلام وسنت سکھائے کہ لوح سادہ فطرت اسلامی و قبول حق پر مخلوق ہے اس وقت کا بتایا پتھر کی لکیر ہے۔

حضورِ اقدس رحمت عالم ﷺ کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ اصل ایمان و عین ایمان ہے۔

حضور پر نور ﷺ کے آل واصحاب و اولیاء و علماء کی محبت و عظمت تعلیم کرے کہ اصل سنت وزیور ایمان بلکہ باعثِ بقائے ایمان ہے۔

علم دین خصوصاً وضو، غسل، نماز و روزہ کے مسائل توکل قناعت زہد اخلاص تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا، سلامت صدور ولسان وغیرہا، خوبیون کے فضائل، حرص، طمع، حُبِّ دنیا وحبِّ جاہ، عیا عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد کینہ وغیرہا برائیوں کے رذائل پڑھائے۔(21)

اگر مولانا احمد رضا بریلوی کے ان تمام بیان کردہ حقوقِ اولاد کا عمیق نگاہ سے جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ دینِ اسلام والدین اور اساتذہ پر یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ بچوں کی درج بالا خطوط پر تربیت کریں۔اِس ضمن میں بچوں کا اسلامی ادب اُن کے لیے بہت معاون ثابت ہوتا ہے۔اسلامی کہانیوں کے ذریعے سے وہ اچھائی اور برائی میں فرق کرنے کے لائق ہو جاتے ہیں۔اسلامی ادب کے ذریعے اُن میں از خود احتساب کی صلاحیت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر شیخ طاہرہ عبدالشکور لکھتی ہیں :

''ابتدائی عمر میں بچوں کو معلوماتی اور ادبی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالی جائے تو وہ بالغ عمر میں خود اپنے ناصح بن جاتے ہیں ان میں اچھے اور برے میں پہچان کرنے کی صلاحیت آ جاتی ہے۔ادبی کتابوں کا ذوق و شوق زندگی کی راہ میں ایک رہبر کا کام کرتا ہے اِس لیے قوم اطفال کی صحیح تربیت کے لیے اُن میں اچھی کتابوں کا شوق پیدا کیا جائے۔آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اُس دور میں بڑوں سے زیادہ بچوں کا ادب لائق توجہ ہے۔اُس کے معیار کے لیے کوشش کرنا آئندہ آنے والی نسلوں کی بقاء کی حفاظت کرنا ہے۔''(22)

فاروق احمد انصاری لکھتے ہیں :

"بچوں میں مطالعہ کی عادت پیدا کی جائے یا انہیں ایسی کتابیں پڑھنے کو دی جائیں، جن سے ان کا ذہن کھلے اور ان کے تعلیمی راستے آسان ہوں اگر بحیثیت والدین آپ اپنے بچوں کو غیر نصابی کتابیں لے کر دینا چاہتے ہیں تو انہیں سوانح عمری والی کتابیں دیں"

آج کا انسان کامیاب زندگی کے لیے مثالی شخصیات کو ڈھونڈتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کہ ایک عام انسان کیسے بلندیوں تک پہنچ سکتا ہے۔"

لیکن یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان بڑی شخصیات کی وہ کون سی مشترکہ خصوصیت تھی جنہوں نے انہیں بڑا بنادیا اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے مزید لکھتے ہیں۔

اگر ہم دنیا کے عظیم انسانوں کی سوانح حیات اٹھا کر دیکھیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ ان کی کامیابی کا ایک بڑا راز گہرا مطالعہ ہی تھا امریکہ کے عظیم صدر ابراہم لنکن پچاس میل کا فاصلہ طے کر کے اپنے دوستوں سے کتابیں مانگ کر لایا کرتے تھے اور جلتی ہوئی لکڑی کی روشنی میں محوِ مطالعہ رہتے تھے واجبی تعلیم رکھنے والے جان برائٹ نے محض اپنے وسیع مطالعے کے بل پر زبان پر عبور حاصل کیا وہ الفاظ کا ذخیرہ وسیع کرنے کے لیے ہر سال فردوسِ گم گشتہ paradise lost پڑھا کرتے تھے گلیڈ اسٹون اپنے کتب خانے کو "سکون کا مندر" کہتے تھے جس میں تقریباً پندرہ ہزار کتب موجود تھیں۔ کوفے کے مشہور مصنف جاحظ کتب فروشوں کی دکانیں کرائے پر لے کر ساری رات کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ ممتاز فلسفی ابن رشد اپنی زندگی میں صرف دوراتوں کو مطالعہ نہ کر سکے ان دونوں راتوں میں ابن رشد کے قریبی عزیز وفات پا گئے تھے۔

بدقسمتی سے ہمارے بچے اور ہم خود بھی موبائل، انٹرنیٹ، سی ڈی وغیرہ پر گھنٹوں مصروف رہ کر اپنا قیمتی وقت نہایت بے دردی سے ضائع کر رہے ہیں اگر ہم کامیاب لوگوں کی روش اپنالیں۔ یا خود بھی عمل کریں تو ہماری آئندہ نسل علم ودانش سے عاری نہیں ہوگی۔ (23)

یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ کامیاب لوگوں کی سوانح حیات، ان کا کردار ان کی تعلیمات شخصیت سازی کے عمل میں معاون ثابت ہوتی ہیں اور ساتھ ہی فاروق انصاری صاحب کا یہ کہنا کہ کامیاب لوگوں کی کامیابی کا راز مطالعہ تھا۔

یقیناً اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے انبیاء کرام ہی رول ماڈل ہیں ان سے بہتر تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا، ان سے اچھی حیات تو کسی اور کی ممکن ہی نہیں پھر جو لوگ ان سے بتدریج وابستہ ہوئے صحابہ کرام، اہل بیت اور اولیاء اللہ کی جماعت ان سے بہتر شخصیات نہیں ہو سکتیں انہوں نے اپنا سفر وحی کی روشنی میں طے کیا اور دین ودنیا دونوں میں کامیاب رہے، لہٰذا ضروری ہے کہ ان شخصیات کی سوانح عمرا اپنے بچوں کو پڑھنے کے لیے دی جائے ساتھ ہی قرآن وحدیث کی تعلیمات کو آسان اور عام فہم انداز میں بچوں کے لیے لکھا جائے۔

خلاصہ کلام

ادب کو اظہار بیان کا سب سے اعلیٰ ذریعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ادب زندگی کا آئینہ اور سماج کا عکس بھی کہلاتا ہے۔ جس سماج اور قوم کا کوئی ادب نہیں وہ قوم مردہ تصور کی جاتی ہے۔ کسی قوم کے مذہبی خیالات، سماجی اور اخلاقی تنظیم اُس کے تاریخی واقعات اور سیاسی حالات کا صحیح آئینہ اُس کا ادب ہوتا ہے۔ادب انسان کی شخصیت کی تعمیر میں معاون ہوتا ہے۔اُس میں قوت اور حرکت پیدا کرتا ہے۔اُسے حقیقت شناس بناتا ہے۔ اُس میں عزم محکم اور مشکلات کو عبور کرنے کے لیے سچا استقلال دیتا ہے۔ادب کا

سب سے بڑا مقصد قوم میں انسانیت،آزادی کا جذبہ ،خود اعتمادی،بیداری اور اتحاد پیدا کرنا ہے۔ادب ظلم کی مخالفت کرتا ہے۔جہالت ،غفلت اور خود پرستی سے دور کرتا ہے۔توہم پرستی سے نکال کر قوت عمل پیدا کرتا ہے۔ادب کا کام ماضی کو پیش کر کے حال کو درس دینااور مستقبل کا عکس دکھانا ہے۔

اِس تناظر میں اگر عام ادب بچوں کی تعمیر میں معاون ہے تو اسلامی ادب بچوں کے لیے ہزار ہاگنا بہتر اور مفید ثابت ہو گا۔ کیونکہ اِس کا بنیادی ماخذ وحی الہی ہی ہو گا۔ وحی متلو و وحی غیر متلو کی روشنی میں ادب اطفال پر ہونے والا کام یقیناً ہمارے معاشرے کے لیے سود مند ثابت ہو گا۔ انسانی معاشرہ جب تک وحی الہی کی روشنی میں سفر کرتا رہے گا ۔اُس سے معاشرے میں انسانی اقدار کا احترام ،انسانیت سے پیار اس کے معاشرے میں بڑھتا رہے گا۔اقوام عالم کی نگاہ میں قوم مسلم اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کر سکتی ہے بشر طیکہ وہ نونہالان ملت کی تعلیم وتربیت پر ویسے ہی توجہ دے سکے۔ جیسے اسلام نے اپنے ابتدائی دور میں فرد کو تبدیل کیا تھااور تبدیلی کی یہ فضا اپنی ذمہ داری کی ادائیگی سے ممکن ہے۔چنانچہ اِس ضمن میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری والدین پر ہے۔فی زمانہ مصروفیات نے اور خاندانی نظام کی تباہی نے ہمیں بری طرح گھائل کیا ہے ایک ایسے دور میں جب والدین کے پاس وقت بھی نہ ہو روشن خیالی اور جدیدیت کا سیلاب افکار و نظریات کے سیلاب کو بہالے جانا چاہتا ہوں سرمایہ درانہ نظام بنی نوع انسان سے خرج طلب کر رہا ہوں بچوٗں کے اسلامی ادب کی اہمیت اور ضرورت مزید دوچند ہو جاتی ہے۔

چند تجاویز وسفارشات

1. بچوں کے دینی ادب پر کام کرتے ہوئے چند چیزوں کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔
2. بچوں کے عقائد و نظریات پر مکمل اور مسلسل لکھوایا جائے کہ ایمان ہی سببِ نجات ہے۔
3. بچوں کو قرآن کریم کے واقعات سہل انداز میں(عمر کے اعتبار سے) بیان کیے جائیں انہیں کہانی کے اسلوب میں اس طرح پیش کیا جائے کہ وہ عملی زندگی میں اسے اپنے استعمال میں لاسکیں۔
4. بچوں کو احادیث مبارکہ میں موجود تعلیمات پر لکھا جائے اور کہانیوں کی شکل میں اس کی عملی تعبیر پیش کی جائے۔
5. اسلامی تاریخ سے کماحقہ آگاہی دی جائے۔
6. اسلامی شخصیات سے آگاہ کیا جائے کیونکہ کامیاب لوگوں کی سوانح زندگی بچوں میں حوصلہ اور امید کو پیدا کرتی ہے۔
7. اسلامی کتب جو بڑوں کے لیے ہیں اس کی تلخیص کہانی کی شکل میں ،آسان پیرائے میں پیش کی جائے تاکہ ابتدائی عمر میں ہی اسے بہت سی بنیادی اسلامی کتب سے آگاہی ہو جائے۔ جیسے صحاح ستہ ، احیاء العلوم ، مشکوۃ شریف ، سیرت النبی ﷺ وغیرہ وغیرہ۔
8. کتاب کی اشاعت شاندار، مضبوط جلد میں ہو کیونکہ اس طرح کتاب زیادہ عرصے کے لیے محفوظ ہو جاتی ہے نیوز پیپر پر چھپنے والا دینی ادب بہت جلد مقدس اوراق کے ڈبوں میں چلا جاتا ہے۔
9. تصاویر کے انتخاب میں اسلامی تعلیمات کا خیال رکھا جائے بہت زیادہ تصاویر اور جاندار تصاویر سے حتی الامکان گریز کیا جائے۔
10. بچیوں کے لیے خصوصی طور پر لکھا جائے جس میں ازواج مطہرات ، نبی کریم ﷺ کی شہزادیوں کے حالات اور

اُمت مسلمہ کی نامور خواتین کا اُسوہ ہماری بچیوں کے لیے زادِ راہ ہو۔

11. اشاعتی ادارے کتب کو کم قیمت پر شائع کریں کہ گرانی کے اس دور میں جب لوگ اپنی اس اہم ضرورت سے غافل ہیں بالکل ہی لاپرواہ نہ ہو جائیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

(1) مولف پروفیسر اکبر رحمانی ،اردو میں ادب اطفال ایک جائزہ ، مضمون پاکستان میں بچوں کا ادب ایک جائزہ ،از ڈاکٹر اسد اریب، ص: 95،ایجوکیشنل اکادمی، اسلام پورہ مالیگاؤں، دسمبر 1991ء

(2) از عاصم شہنواز شبلی، مغربی بنگال اور بچوں کا ادب ، ص: 13، مغربی بنگال اردو اکیڈمی

(3) ایضاً ص: 15

(4) از ڈاکٹر خوشحال زیدی، اردو ادبِ اطفال کے معمار، ص: 37، نہرو چلڈرن اکیڈمی نئی دہلی، جنوری 1993ء

(5) القرآن: 38:2

(6) القرآن 21:33

(7) القرآن 6:60

(8) محمد بن اسمٰعیل بخاری، صحیح بخاری: کتاب الجنائز جلد اول: حدیث نمبر 1323، حدیث مرفوع مکررات 40 متفق علیہ 17

(9) القرآن 15:64

(10) ابو عبداللہ محمد بن یزید سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 551 حدیث مرفوع مکررات 0 متفق علیہ 0

(11) القرآن 6:66

(12) از ڈاکٹر اسرار احمد، بیان القرآن حصہ ہفتم صفحہ 289 جون 2015ء شائع کردہ انجمن خدام القرآن خیبر پختونخواہ' پشاور

(13) از جسٹس پیر کرم شاہ الازہری، تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم صفحہ 301 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلکیشنز لاہور

(14) محمد بن اسمٰعیل بخاری صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 859 حدیث مرفوع مکررات 21 متفق علیہ 13

(15) از ڈاکٹر خوشحال زیدی، اردو ادبِ اطفال کے معمار، صفحہ 14،15 نہرو چلڈرن اکیڈمی نئی دہلی جنوری 1993

(16) از جے کرشن مورتی ، تعلیم اور زندگی کی اہمیت مترجم ڈاکٹر اقبال نارائن گرٹو صفحہ 12 کرشن مورتی فاؤنڈیشن انڈیا دوسرا ایڈیشن 1998

(17) مجلّہ آگہی 2012 گورنمنٹ سپیریر سائنس کالج کراچی تحریری مباحثہ، موضوع ہماری تعلیمی پسماندگی کے ذمہ دار اغیار ہیں، صفحہ 49

(18) از ڈاکٹر خوشحال زیدی، اردو ادبِ اطفال کے معمار صفحہ 14،15 نہرو چلڈرن اکیڈمی نئی دہلی جنوری 1993

(19) ایضاً ص: 34،35

(20) از پروفیسر اکبر رحمانی، اردو میں ادب اطفال ایک جائزہ، مضمون بچوں کا ادب اور ہمارا فرض از ڈاکٹر اوزر کر صفحہ 67 ایجو کیشنل اکادمی اسلام پورہ مالیگاؤں دسمبر 1991ء

(21) از مولانا احمد رضا خاں، فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ 454 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور فروری 2003

(22) از ڈاکٹر شیخ طاہرہ عبد الشکور، ادب اطفال اور نذیر فتح پوری صفحہ نمبر 5،6 مطبوعہ الحمد آفسیٹ پریس مالیگاؤں انڈیا 2017

(23) از فاروق احمد انصاری، کامیاب بننا ہے تو کامیاب افراد کی بائیو گرافی پڑھیں روز نامہ جنگ کراچی اتوار 28 اپریل 2019